مسلح تصادم وخلفشار کے دوران طبّی خدمات

اور سہولتوں کے تحفظ کی ضرورت (پہلی قسط)

ڈاکٹر محسن نقوی

موضوع کا تعارف

اسلامی نقطۂ نظر سے ''مسلح تصادم'' کا مطلب ہے: ''اسلحہ اُٹھا کر ایک فرد یا گروہ یا ملک کا دوسرے فرد یا گروہ یا ملک سے ٹکرانا''۔ اُسے ''الحِرابة'' بھی کہتے ہیں۔ اسی طرح ''خلفشار'' سمجھا یہ جاتا ہے کہ یہ ترکیب فارسی ہے، جبکہ یہ غلط ہے، بہر حال اُردو میں یہ لفظ انتشار اور فساد کے معنیٰ میں بولا اور لکھا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے اُسے ''فساد فی الأرض'' سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

''طبّی خدمات اور سہولتوں'' سے مراد میڈیکل اور پیرا میڈیکل اسٹاف، نیز ہسپتال اور ان میں موجود سہولتیں، نیز مریضوں کو ان تک پہنچانے کے ذرائع وغیرہ شامل ہیں۔ ان کے ''تحفظ'' سے مراد عام حالات میں بھی اور مسلح تصادم وفساد کے دوران بھی مریضوں کی جان بچانے اور اُنہیں طبی سہولتیں بہم پہنچانے والے تمام ذرائع وافراد کو نقصان نہ پہنچانا اور اُنہیں کام کرنے دینا ہے۔ مزید براں طبی سہولتیں بہم پہنچانے والے تمام افراد اور اس میں بروئے کار آنے والے تمام ذرائع کو تحفظ فراہم کرنا اور ان کی حفاظت میں ممکنہ طور پر مدد کرنا ہے۔

باہمی ناحق مسلح تصادم ''فساد فی الأرض'' ہے

''مسلح تصادم'' کے مفہوم میں گو کہ ہر دو فریق کے مسلح ہو کر متصادم ہونے کا مفہوم موجود ہے، لیکن یہ اصطلاح اس صورت پر بھی حاوی ہے جس میں ایک مسلح شخص یا گروہ دوسرے نہتے فرد یا گروہ پر حملہ آور ہو۔ دونوں صورتوں میں جانوں کا ضیاع بھی ہوسکتا ہے اور یہ بھی کہ لوگ زخمی ہوجائیں اور انہیں نقصان پہنچے۔ اس مؤخر الذکر صورت میں یہ ''فساد فی الأرض'' کے زمرے میں تو لازماً داخل ہوگا۔

سورۃ المائدۃ کی آیات نمبر: ۳۳، ۳۴، اس ضمن میں احکامات کا ذکر کرتی ہیں، جبکہ اس سے ماقبل کی آیت نمبر: ۳۲ ''ایک انسان'' کی جان بچانے کو ''تمام انسانوں'' کی جان بچانے اور ''ایک جان'' کے تلف کرنے کو پورے ''عالمِ انسانیت'' کا قتل قرار دیتی ہے۔ ذیل میں ان تینوں

مسلح تصادم وخلفشار کے دوران طبّی خدمات اور سہولتوں کے تحفظ کی ضرورت (پہلی قسط)

ڈاکٹر محسن نقوی

موضوع کا تعارف

اسلامی نقطۂ نظر سے ''مسلح تصادم'' کا مطلب ہے: ''اسلحہ اُٹھا کر ایک فرد یا گروہ یا ملک کا دوسرے فرد یا گروہ یا ملک سے ٹکرانا''۔ اُسے ''الحرابة'' بھی کہتے ہیں۔اسی طرح ''خلفشار'' سمجھا یہ جاتا ہے کہ یہ ترکیب فارسی ہے، جبکہ یہ غلط ہے، بہر حال اُردو میں یہ لفظ انتشار اور فساد کے معنیٰ میں بولا اور لکھا جاتا ہے۔اس لحاظ سے اُسے ''فساد فی الأرض'' سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

''طبّی خدمات اور سہولتوں'' سے مراد میڈیکل اور پیرا میڈیکل اسٹاف، نیز ہسپتال اور ان میں موجود سہولتیں، نیز مریضوں کو ان تک پہنچانے کے ذرائع وغیرہ شامل ہیں۔ان کے ''تحفظ'' سے مراد عام حالات میں بھی اور مسلح تصادم وفساد کے دوران بھی مریضوں کی جان بچانے اور اُنہیں طبی سہولتیں بہم پہنچانے والے تمام ذرائع وافراد کو نقصان نہ پہنچانا اور اُنہیں کام کرنے دینا ہے۔مزید براں طبی سہولتیں بہم پہنچانے والے تمام افراد اور اس میں بروئے کار آنے والے تمام ذرائع کو تحفظ فراہم کرنا اور ان کی حفاظت میں ممکنہ طور پر مدد کرنا ہے۔

باہمی ناحق مسلح تصادم ''فساد فی الأرض'' ہے

''مسلح تصادم'' کے مفہوم میں گو کہ ہر دو فریق کے مسلح ہو کر متصادم ہونے کا مفہوم موجود ہے، لیکن یہ اصطلاح اس صورت پر بھی حاوی ہے جس میں ایک مسلح شخص یا گروہ دوسرے نہتے فرد یا گروہ پر حملہ آور ہو۔دونوں صورتوں میں جانوں کا ضیاع بھی ہوسکتا ہے اور یہ بھی کہ لوگ زخمی ہو جائیں اور انہیں نقصان پہنچے۔اس مؤخر الذکر صورت میں یہ ''فساد فی الأرض'' کے زمرے میں تو لازماً داخل ہوگا۔

سورۃ المائدۃ کی آیات نمبر: ۳۳، ۳۴، اس ضمن میں احکامات کا ذکر کرتی ہیں، جبکہ اس سے ماقبل کی آیت نمبر: ۳۲ ''ایک انسان'' کی جان بچانے کو ''تمام انسانوں'' کی جان بچانے اور ''ایک جان'' کے تلف کرنے کو پورے ''عالمِ انسانیت'' کا قتل قرار دیتی ہے۔ذیل میں ان تینوں

آیات کا ہم ترتیب سے مطالعہ کریں گے۔ ان آیات میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

’’مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِی الْأَرْضِ فَکَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا وَ مَنْ أَحْیَاهَا فَکَأَنَّمَا أَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا وَلَقَدْ جَآءَ تْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَیِّنٰتِ ثُمَّ إِنَّ کَثِیْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِکَ فِی الْأَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ۔‘‘(۱)

’’جس نے کسی جان کو قتل کیا بغیر جان کے عوض، یا زمین پر فساد کی غرض سے، تو یہ ایسا ہے گویا کہ اس نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا، جس نے کسی شخص کی جان بچالی تو یہ ایسا ہے گویا کہ اس نے تمام لوگوں کی زندگی بچالی۔ اور یقیناً ان کی طرف ہمارے رسول آئے کھلی نشانیاں لے کر، اس کے باوجود زمین پر رہنے والوں میں کثیر تعداد میں لوگ زیادتیاں کرنے والے ہیں۔‘‘

اس آیۂ مبارکہ کے پہلے جزو میں دو باتیں کہی گئی ہیں: ۱:.....کسی شخص کو ’’قصاص‘‘ کی بجائے کسی دوسرے بہانے سے کوئی قتل کر دے یا پھر ۲:.....زمین پر فساد پھیلانے کے لیے قتل کر دے، تو گویا اس نے پوری انسانیت کو قتل کیا۔ اس کا مفہوم یہ نکلا کہ کسی شخص کو بغیر ’’حق‘‘ کے، نیز ظلم وفساد کی راہ سے قتل کرنا پوری انسانیت کو قتل کر دینے کے برابر ہے اور جس نے ایسے متأثرین کا اِحیا کیا، اس نے گویا تمام انسانیت کا اِحیا کیا۔

اہلِ علم پر یہ بات مخفی نہیں ہوگی کہ اس مقام پر ضمیر ’’إِنَّهٗ‘‘ ضمیرِ شان ہے، اور یہ بھی کہ جب یہ کسی قول کے بعد آتی ہے تو یہ اس قول کی ’’تفسیر‘‘ کے لیے وارد ہوتی ہے۔ (۲) یعنی اس امر کی بہت اہمیت اور شان ہے کہ ایک انسان کا قتل بغیر قصاص کے یا بغیر فساد کو روکنے کے ایسا ہی ہے، جیسا کہ پوری انسانیت کو قتل کیا جائے۔ چنانچہ یہاں ’’إِنَّ‘‘ انتہائی تاکید ظاہر کرنے کے لیے آیا ہے۔ (۳)

اس آیۂ مبارکہ میں اللہ عزّ وجل نے ’’نفس‘‘ کی تشریح خود ہی ’’انسانوں‘‘ سے کر دی ہے۔ یعنی جس نے کسی انسان کو قصاص کے علاوہ اور ’’فساد‘‘ دُور کرنے کے علاوہ کسی دوسرے کو قتل کیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا۔ اس آیت میں مسلم اور غیر مسلم کی قید نہیں ہے اور مفہوم عام ہے۔

علامہ محمد بن علی شوکانی نے اپنی تفسیر میں اس مقام پر ’’فساد فی الأرض‘‘ کی تشریح کرتے ہوئے اس میں شرک، قطعِ طریق (ڈاکہ ڈالنا)، خون بہانا، حرمتوں کو پامال کرنا، لوگوں کو مال سے محروم کرنا، بغیر حق کے اللہ کے بندوں پر بغاوت کرنا، مکانوں کو گرانا اور درختوں کو کاٹ ڈالنا، نہروں کے پانی کو روک لینا اور اس قسم کے دوسرے فاسد اعمال کو شامل کیا ہے۔ (۴)

اس آیۂ مبارکہ میں ’’فساد فی الأرض‘‘ کو ’’فسادًا فی الأرض‘‘ بھی پڑھا گیا ہے۔ (۵) یعنی جس نے ’’فساد فی الأرض‘‘ کرتے ہوئے کسی کو قتل کر دیا (۶) اور یہ تفسیر امام حسن البصری وغیرہ سے منقول ہے۔ لہٰذا اس میں دونوں احتمال پائے جاتے ہیں۔ (۷) اس مقام پر علما نے اس تشبیہ کو تین جہتوں سے بیان کیا ہے:

۱:.....پہلی تشبیہ ’’قصاص‘‘ میں ہے کیونکہ قتلِ عمد میں یا تو قصاص ہے (جو موت ہے قاتل کی

یا پھر دیت ادا کرنے کے ذریعے ''حیات'' ہے۔

۲:...... دوسری جہت تشبیہ کی وہ وعید ہے جو مختلف آیاتِ مبارکہ میں دی گئی ہے کہ قاتل ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور یہ عذاب کی انتہائی صورت ہے۔

۳:...... تیسری یہ کہ تشبیہ ہتکِ حرمت کی ہے، یعنی ایک انسان کو قتل کرنے میں اس کی ہتکِ حرمت ہوتی ہے تو یہ تمام انسانوں کی ہتکِ حرمت کے مشابہ ہے۔ (۸)

ان کے علاوہ اور بھی وجوہِ تشبیہ بیان کی گئی ہیں (۹) جنہیں ہم خوفِ طوالت سے ترک کرتے ہیں۔

اس آیۂ مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ تمام انسانوں کی جانیں محترم ہیں اور کسی کی جان بلاوجہ نہیں لی جاسکتی ہے۔ ''فساد فی الأرض'' اور قصاص کی صورت میں ''قاتل'' کو ''قتل'' کرنا یہ بھی اربابِ اختیار اور حکومت کا کام ہے۔ کوئی بھی خود سے اپنے طور پر ان سزاؤں کو نافذ نہیں کرسکتا۔ انسانی جان کے احترام میں مذہب، رنگ ونسل، زبان وعلاقے وغیرہ کسی بھی بنیاد پر امتیاز نہیں برتا جاسکتا، سب ہی انسانوں کی جان ''محترم'' ہے۔ زیرِ بحث آیۂ مبارکہ میں ''زندگی'' دینے سے مراد زندگی بچانا، اس کی کوشش کرنا، یا پھر قصاص کو معاف کردینا ہے، کیوں کہ زندگی دینا اللہ عزّ وجل کی صفت ہے اور اس کے علاوہ کوئی ''زندگی'' نہیں دے سکتا۔ (۱۰)

آیتِ محاربہ اور فقہاءِ امت کی تصریحات

اللہ عزیز وحکیم ارشاد فرماتا ہے:

''إِنَّمَا جَزَاؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُّقَتَّلُوْا أَوْ يُصَلَّبُوْا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيْهِمْ وَ أَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْيُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَ لَهُمْ فِي الْأٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔'' (۱۱)

ترجمہ: ''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین پر فساد پھیلاتے ہیں ان کی سزا بس یہی ہے کہ وہ قتل کیے جائیں، یا سولی پر لٹکائے جائیں، یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ دیئے جائیں، یا پھر ملک بدر کردیئے جائیں، یہ تو دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔''

اس آیت کو آیۂ حرابہ کہا جاتا ہے، اس کو فقہی اصطلاح میں ''قطع طریق'' بھی کہتے ہیں۔ بیشتر فقہا کے نزدیک اس کے معنی مال چھیننے، قتل کرنے، راستوں کو پرخطر بنانے کے لیے، خواہ ایسا ہتھیار اٹھا کر ہو، خواہ بغیر ہتھیار اٹھائے اپنی قوت وطاقت پر اعتماد کرتے ہوئے باہر نکلنا ہے۔ مالکی حضرات اس میں عزت وآبرو پر حملہ اور شہروں میں گھروں میں گھس جانا بھی شامل کرتے ہیں۔ (۱۲)

معلوم ہونا چاہیے کہ یہ عمل باتفاق فقہا ''کبائر'' میں شمار ہوتا ہے اور یہ ''حدود'' کے زمرے میں آتا ہے۔ ایسے لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے جنگ کرنے والے اور ''زمین پر

فساد'' کو پیدا کرنے اور پھیلانے والے قرار دیا گیا ہے۔ اس آیۂ مبارکہ کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ اس میں ''فساد فی الأرض'' کو ''محاربے'' کا مترادف قرار دے کر دونوں کی پہلی سزا ''قتل'' قرار دی گئی ہے، جبکہ محارب یا مفسد کسی فرد یا افراد کو قتل کر دے۔ قرآنِ مجید کی اس آیۂ مبارکہ میں سزاؤں کا جو بیان ہے اس میں ''أوْ'' استعمال ہوا ہے، جس کی بنا پر فقہا میں اختلاف ہے کہ حاکمِ وقت کو ان سزاؤں کے درمیان اختیار حاصل ہے یا یہ تنویع و توزیع کے لیے استعمال ہوا ہے:

''و قال الإمام مالک :والأمر فی عقوبة قطاع الطریق راجع إلی إجتهاد الإمام و نظره و مشورة الفقهاء بما یراه و أتم للمصلحة و أدفع للفساد، و لیس ذلک علی هوی الإمام۔'' (۱۳)

''امام مالک کہتے ہیں کہ اس جرم یعنی قطاع طریق کی سزا امام کے اجتہاد اُس کی رائے اور فقہا کے مشورے کی طرف راجع ہے، اس کی رائے کے بارے میں کہ وہ بہترین مصلحت اور فساد کے دفع کے لیے کیا بہتر جانتا ہے۔ اس کا تعلق امام کی خواہش نفس سے نہیں۔''

شافعی، حنبلی اور احناف میں امام محمد شیبانی اور امام ابو یوسف کا خیال یہ ہے کہ یہاں ترتیب احکام مراد ہے۔ بعض فقہا اور امام طحاوی نے امام أبو حنیفہ سے یہی نقل کیا ہے۔ اور فقہائے امامیہ میں سے شیخ طوسی وغیرہ نے یہی قرار دیا ہے۔ پس جس نے قتل کیا اور مال بھی لوٹا اُسے قتل بھی کیا جائے گا اور صلیب بھی دی جائے گی، اور جو صرف مال لوٹنے تک محدود رہا، اس کا سیدھا ہاتھ اور الٹا پیر کاٹا جائے گا۔ جس نے راستوں کو غیر محفوظ بنایا، نہ تو قتل کیا اور نہ ہی مال لوٹا تو اُسے شہر یا ملک بدر کر دیا جائے گا۔ (۱۴)

البتہ یہ جو فقہا نے کہا کہ (جیسا کہ امام ابو حنیفہ سے منقول ہے) اگر یہ حالات صحرا میں اور شہر کے باہر پیش آئیں تو ''حرابہ'' قرار پائے گا، لیکن شہروں میں اُسے حرابہ قرار نہیں دیا جائے گا کیوں کہ شہر میں حرابہ کے شکار ہونے والے کو مددگار مل سکتے ہیں اور اس کی چیخ و پکار سنی جا سکتی ہے، لہٰذا اس صورت میں حرابہ کا اطلاق نہیں ہوتا۔ (۱۵)

اس امر کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ قدوری نے لکھا ہے کہ امام أبو حنیفہ کوفہ کے رہنے والے تھے جہاں مختلف قبائل آباد تھے اور وہ ہتھیار بند بھی رہا کرتے تھے، لہٰذا شہروں کے بارے میں امام ابو حنیفہ نے یہ فرمایا، کیوں کہ قاطعین طریق کو شہروں میں تمکنت حاصل نہیں ہو سکتی تھی۔ اِس زمانے میں لوگوں نے اسلحہ لگانا چھوڑ دیا ہے اور لوگ اس طرح ایک دوسرے کی مدد بھی نہیں کرتے، پس قطاع طریق اگر کسی شہر پر حملہ آور ہوں، یا شہر میں کسی گھر یا آبادی پر حملہ آور ہوں اور غلبہ پالیں تو وہ اس طرح ہے جس طرح غیر شہر میں انہوں نے کارروائی کی ہو۔ حد تو حد ہے جو اُن پر جاری کی جائے گی۔ اس میں شہر اور غیر شہر کا اعتبار نہیں ہے۔ (۱۶) فقہ حنفی میں اب اس پر فتویٰ ہے، جیسا کہ امام السرخسی نے المبسوط (۹:۲۳۶-۲۳۷) میں اور ابن الھمام نے فتح القدیر (۵/۴۱۴) میں، ابن نجیم نے البحر الرائق (۵:۶۷) میں، ابن عابدین نے رد المحتار (ج:۶، ص:۱۷۹) میں اور علامہ کاسانی نے (بدائع الصنائع، ۶/۴۹) میں قرار دیا ہے۔

امام شافعی کے نزدیک بھی اِس پر حد ہوگی۔ (17) فقۂ امامیہ میں بھی اس صورت میں ''حد'' جاری ہوگی۔ (18) علامہ ابن قدامۃ الحنبلی نے لکھا ہے کہ شہروں میں فساد پھیلانے والوں کو محاربین میں شمار کیا جائے گا اور یہ اکثر حنبلی علما کا قول ہے کیوں کہ شہروں میں اس قسم کی کارروائیاں زیادہ خوف کا سبب بنتی ہیں۔ (19) یہی قول امام اوزاعی، لیث اور شافعی، نیز ابو یوسف اور اَبوثور کا بھی ہے۔ (20) علامہ طبری نے اپنی تفسیر میں یہی مذہب اختیار کیا ہے۔ (21)

ان فقہی نصوص سے پتہ چلتا ہے کہ تمام مکاتبِ فکر کا اس پر اتفاق ہے کہ شہریوں کو قتل کرنے، لوٹ مار کرنے، راستوں کو غیر محفوظ بنانے، لوگوں کو اسلحے کے ذریعے خوف و ہراس میں مبتلا کرنے، فتنہ وفساد پھیلانے والے لوگ سب کے سب محاربین میں شمار ہوتے ہیں اور ''**فساد في الأرض**'' کا اطلاق ان پر ہوتا ہے اور ان کی سزائیں وہی ہیں جو قرآنِ مجید کی زیرِ مطالعہ آیت میں بیان کی گئی ہیں۔ اس مقام پر فقہا اور مفسرین نے یہ جو بحث کی ہے کہ ''أو'' کا یہاں مطلب کیا ہے؟ تو بیشتر نحوبین کی تصریحات سے پتہ چلتا ہے کہ جب امر یا نہی پر یہ حرف داخل ہو تو اس کے معنی ''تخییر'' ہوتے ہیں یا پھر ''اباحۃ'' کے۔ اس آیۂ مبارکہ میں یہ حرف (أو) بمعنی ''تـخـییـر'' آنا اَنسب معلوم ہوتا ہے۔ (22) اور یہی فقہائے امت میں سے بیشتر کا رجحان ہے۔

الـحرابة اور **فســاد في الأرض** ایسا جرم ہے کہ اگر کوئی عورت بھی اس کا ارتکاب کرے، جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے تو اس پر بھی حد جاری ہوگی۔ گو کہ احناف میں مشہور یہ ہے کہ وہ ''عورت'' پر حد کے قائل نہیں ہیں، لیکن امام طحاوی نے لکھا ہے کہ اس پر بھی حد جاری ہوگی اور یہ ظاہر الروایۃ ہے۔ (23) شافعی، مالکی اور حنبلی فقہا بھی اسی کے قائل ہیں۔ (24) فقہائے امامیہ میں شیخ طوسی اور ابن ادریس حلی اس کے قائل ہوئے ہیں کہ اگر حرابہ میں عورت ملوث ہو تو اس پر بھی حد جاری ہوگی، کیوں کہ آیات کے الفاظ میں عموم پایا جاتا ہے اور یہ مردوں سے خاص نہیں ہے۔ (25)

فقہائے کرام کی ان تصریحات سے پتہ چلتا ہے کہ حرابہ اور فساد فی الارض انتہائی گھناؤنے جرائم ہیں اور ان ''حدود'' میں عورتوں کے لیے اسی طرح کوئی گنجائش موجود نہیں ہے جس طرح مردوں کے لیے رعایت نہیں ہے اور حد تو دونوں پر جاری ہوگی۔ ہم اس مقام پر امام ابن تیمیہ کی چند تصریحات پیش کیے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتے۔

۱:...... جو کوئی مسلمان حاکم وقت کو قتل کرے وہ محاربین میں شامل ہے، مثلاً حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو قتل کرنے والے لوگ ہیں، کیونکہ اس میں فسادِ عام ہے۔ (26)

۲:...... وہ لوگ جو مسلمانوں کا خون بہانا حلال سمجھتے ہیں، ان کے اموال کو لوٹنا حلال قرار دیتے ہیں۔ یہ فاسقوں کے مقابلے میں زیادہ ''محاربے'' کے مرتکب قرار پاتے ہیں۔ (27)

۳:...... جو خود حرابے کا مرتکب ہو، جو اس میں اُن کی مدد کرے، جو کوئی حرابہ میں معین و

مددگار ہو، یہ سب حرابہ کی سزائیں برابر ہیں۔ (۲۸)

۴:......اگر بعض حکام، نائبین یا گورنر وغیرہ ایسے گروہوں کی حمایت کریں تو وہ بھی محاربین میں سے ہیں۔ اگر وہ قتل کریں تو وہ قتل کیے جائیں گے۔ (۲۹)

۵:......جو محارب کو پناہ دے یا چھپائے یا اس سے حق واپس لینے میں مزاحم ہو تو وہ بھی شریکِ جرم ہے۔ (۳۰)

۶:......اگر محاربین اسلام و مسلمانوں کے خلاف کسی غیر ملکی گروہ سے مدد لیں تو ان سے بھی ایسے ہی جنگ کی جائے گی جیسے کفار سے کی جاتی ہے۔ (۳۱)

۷:......امامِ وقت (مسلمان حاکم) کو چاہیے کہ ان کے خلاف جہاد کرے اور اس کے لیے اسے کسی کی طرف سے مطالبے کی ضرورت نہیں۔ (۳۲) کیونکہ ان سے لڑنا جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ (۳۳)

۸:......اس مقصد کے لیے اسے چاہیے کہ لشکر میں قوی اور امین لوگ شامل کرے جو اُن سے لڑسکیں اور ان کے قبضے میں جو مال ہے اُسے دیانت داری کے ساتھ رکھیں اور مالکوں کو واپس کردیں۔ (۳۴)

۹:......کیونکہ یہ جہاد فی سبیل اللہ ہے جس میں محاربین سے لڑنا، مال کو واپس لینا، ان پر حد کو جاری کرنا وغیرہ سارے ہی معاملات کرنے ہیں، لہٰذا امام کے لیے بہتر نہیں ہے کہ مالداروں سے کہے کہ لڑنے والوں کے لیے انعام بھی رکھیں، کیونکہ اس جہاد میں بھی دیگر جہادوں کی طرح حکومت کا خرچ کرنا ضروری ہے۔ (۳۵)

۱۰:......اگر سلطان ان لوگوں کے خلاف لڑنے کو نکلے تو سب کو اس کے ساتھ مل کر محاربین سے قتال کرنا چاہیے۔ اگر ان لوگوں پر بغیر قتال قابو نہ پایا جاسکتا ہو یا قتل کیے بغیر کوئی چارہ نہ ہو تو انہیں قتل کرنا ضروری ہے، خواہ گردن مار کر خواہ دوسرے طریقے سے جیسے قابو پایا جاسکتا ہو، قتل کیے جائیں۔ (۳۶)

۱۱:......اگر محاربین کی قوت بہت زیادہ ہو اور ان کی تالیفِ قلب کی ضرورت ہو تو ان کے لیڈروں کو مالِ فئے اور زکوٰۃ سے دیا جاسکتا ہے، تاکہ وہ باقی لوگوں کو حاضر کرنے میں مدد کریں یا پھر اس کے شر اور عدوان کے تدارک کے لیے مدد کریں۔ (۳۷)

۱۲:......اگر انہوں نے مال لوٹنے کے لیے لوگوں کو قتل کیا ہو تو اس ضمن میں غلبہ پاکر قتل کرنا یا حیلے بہانے سے قتل کرنے میں کوئی فرق نہیں، ان کا قتل ''حد'' کے زمرے میں ہوگا۔ (۳۸)

۱۳:......اس جرم کو معاف کرنے کا کسی کو اختیار نہیں۔ (۳۹)

۱۴:......ان کی تلوار سے گردن ماری جائے گی اور انہیں قتل کرنے کے بعد کسی بلند جگہ پر سولی دی جائے، تاکہ لوگوں کو عبرت ہو۔ یہ جائز ہے، البتہ قتل کرنے کے بعد ان کا مثلہ کرنا جائز نہیں سوائے قصاص کے طور پر۔ (۴۰)

اس مقام پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک اثر نقل کرنا ضروری ہے۔ جناب عمر بن عبدالعزیز

کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کتاب میں یہ موجود ہے کہ: ''جس نے دین کے خلاف محاربہ کیا، اس کا امر سلطان کے ہاتھ میں ہے، خواہ محارب نے کسی کے باپ یا بھائی کو قتل کیا ہو:

''فلیس لطالب الدم من أمر من حارب الدین و سعی فی الأرض فساداً شیء۔''(۴۱)

''محاربہ کرنے والے اور زمین پر فساد کرنے والے کے خلاف مدعی کے ہاتھ میں کچھ نہیں۔''

یعنی مقتول کے وارث اُسے معاف نہیں کر سکتے، اسٹیٹ ہی اُسے سزا دینے یا معاف کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔ مام ابن حزم نے اس موقع پر ایک اصولی بات کہی ہے: ''اگر دو حق جمع ہو جائیں، ایک حق اللہ کا ہو اور دوسرا ولی کا تو اس صورت میں اللہ کا حق ادا کرنا مقدم ہوگا اور حقوق الناس کے مقابلے میں اس کی شرط وفا کرنا مقدم ہوگا۔ پس اگر مجرم کو امام نے قتل کر دیا یا محاربے کی صورت میں سولی دے دی تو ولی کو اس کے مال میں سے دیت لینے کا اختیار ہوگا، کیونکہ قصاص میں اس کا حق ساقط ہو چکا اور دیت میں اس کا حق باقی ہے یا پھر وہ اُسے معاف کر سکتا ہے۔(۴۲)

اس آیہ مبارکہ (المحاربة) پر اس لیے تفصیلی گفتگو کی گئی کہ ہر دور میں فقہا و محدثین نے فساد فی الأرض کے معاملات میں اس کی تفہیم کو بنیادی حیثیت دی ہے اور تفصیلی اَحکام اسی آیۂ مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے بیان کیے ہیں۔ ان احکام میں ابھی کافی تفصیل باقی ہے جو آیۂ مبارکہ میں مذکور سزاؤں کے اطلاق سے متعلق ہے، لیکن سرِ دست ہماری بحث سے خارج ہے، لہٰذا اُسے نظر انداز کیا جاتا ہے۔

آیات برائے منع فساد

۱:...... ''وَ إِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَ يُهْلِكَ الْحَرْثَ وَ النَّسْلَ وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ۔''(۴۳)

''اور جب وہ پلٹا تو اس نے کوشش کی کہ زمین پر فساد پھیلا دے اور کھیتی اور نسل کو ہلاک کر دے، جبکہ اللہ فساد کو دوست نہیں رکھتا۔''

۲:...... ''كُلَّمَا أَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ أَطْفَأَهَا اللّٰهُ وَ يَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا وَ اللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ۔''(۴۴)

''جب بھی وہ آتشِ حرب بھڑکاتے ہیں اللہ تعالیٰ اُسے بجھا دیتا ہے، حالانکہ یہ زمین پر فساد کرنے کی بھرپور کوشش کرتے ہیں اور اللہ تو فسادیوں کو دوست نہیں رکھتا۔''

۳:...... ''وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا۔''(۴۵)

''اور تم زمین میں اصلاح ہونے کے بعد فساد نہ پھیلاؤ اور اللہ کو خوف و امید کے ساتھ پکارو۔''

۴:...... ''قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَ الْمِيْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَآءَهُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَاذْكُرُوْا إِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ۔''(۴۶)

''پس تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے کھلی ہوئی نشانیاں آ گئی ہیں، چنانچہ تم ناپ اور تول پورا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے نہ دو، نیز یہ کہ زمین پر اصلاح ہونے کے بعد فساد نہ پھیلاؤ، یہی تمہارے لیے بہتر ہے، اگر تم واقعی مؤمن ہو۔ اور دیکھو ایمان لانے والوں کے لیے ہر راستے پر خوف زدہ کرنے کے لیے نہ بیٹھو اور نہ ہی اللہ کے راستے سے تم روکو اور تم تو راہوں میں کجی پیدا کرنا چاہتے ہو۔ نیز وہ وقت یاد کرو جب تم تعداد میں کم تھے تو اس نے تمہاری تعداد بڑھا دی اور یہ بھی دیکھو کہ فسادیوں کا انجام کیسا برا ہوا۔''

الف:...... پہلی آیت (البقرۃ: ۲۰۵) میں ''سعی'' کا لفظ ارادے اور کوشش کے معنیٰ میں ہے اور ''سَعٰى فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا'' کے معنیٰ مفسرین نے فساد کے لیے نکل کھڑے ہونا، قطع طریق کرنا، راستوں کو غیر محفوظ بنانا کیے ہیں۔ بعد ازاں اللہ عزوجل نے خود ہی اس کی وضاحت دو الفاظ میں کر دی ہے ''حرث اور نسل'' کو ہلاک کرنا۔ ''حرث'' میں تمام زراعت و نباتات شامل ہیں، اسی طرح ''نسل'' میں جہاں بلا تفریق بنی نوع انسان شامل ہیں، وہیں جانوروں کی تمام اقسام شامل ہیں، خاص طور پر وہ جو انسان کے کام آتی ہیں بطورِ غذا، سواری، ذرائع مواصلات، ذریعۂ کھیتی باڑی وغیرہ۔ (۴۷)

ب:...... دوسری آیت (المائدۃ: ۶۴) بظاہر یہودیوں کے بارے میں ہے، لیکن اس کا حکم عام ہے۔ ان لوگوں کا یہ رویہ کہ وہ فتنہ و فساد کی آگ بھڑکاتے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ کو سخت ناپسند ہے، اس لیے ''أَطْفَأَهَا اللّٰهُ'' اللہ اُسے بجھا دیتا ہے، اس میں آنحضرت (ﷺ) اور مسلمانوں کے لیے بشارت ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ آتشِ فساد کو ہمیشہ بجھانے کی کوششیں کریں، کیونکہ ''وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ'' اللہ تعالیٰ فتنہ و فساد کو دوست نہیں رکھتا۔ (۴۸)

ج:...... تیسری آیت: الأعراف: ۵۶ کے ذیل میں مفسرین نے واضح کیا ہے کہ اس میں ہر قسم کا فساد داخل ہے، خواہ قلیل ہو خواہ کثیر، جب کہ زمین میں امن و سکون ہو، خواہ قلیل ہو خواہ کثیر۔ یعنی اگر تھوڑا بہت فساد موجود ہو تو اُسے بڑھانا نہیں چاہیے، بلکہ اس کی اصلاح کی کوششیں کرنی چاہیے۔ بعض علما نے واضح کیا ہے کہ اس میں شریعت کے آ جانے کے بعد شرک کرنا، لوگوں کا خون بہانا اور زمین پر ہرج کی کیفیت پیدا کرنا بھی شامل ہے۔ اسی طرح کرنسی کو خراب کرنا بھی فساد فی الأرض میں لیا گیا ہے اور اس بارے میں علما سورۂ ھود کی آیت نمبر: ۸۷ سے استدلال کرتے ہیں۔ (۴۹)

د:...... چوتھی آیت: الأعراف: ۸۵-۸۶ بہت اہم مطالب پر مشتمل ہے جس میں سے چند یہ ہیں:

۱:...... اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے، کیونکہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

۲:...... ''تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح احکام آ چکے ہیں، شریعت واضح کی جا چکی ہے۔

۳:...... ایمان لانے کا تقاضہ یہ ہے کہ تم لوگ ناپ اور تول دونوں کو ٹھیک رکھو اور لوگوں کی اشیا میں کمی نہ کرو۔

۴:...... یہ صورت زمین پر اصلاح کے بعد فساد برپا کرنے کی ہے، لہٰذا اُسے قطعاً ترک کر دو۔

۵:......امن وصلاح کی صورت تم سب کے لیے، یعنی معاشرے کے لیے بہتر ہے کہ ایمان لانے والوں کا معاشرہ ایسا ہی ہونا چاہیے۔

۶:......اور دیکھو راستوں کو غیر محفوظ نہ بنانا کہ لوگوں کو اللہ کے سیدھے راستے سے روک دو۔ یہ دنیاوی قطع طریق کے لیے بھی ہے اور دینی قطع طریق وفساد کے لیے بھی، جس کا نتیجہ یہ ہو کہ لوگ عبادت کرتے ہوئے اور اللہ کے احکام پر عمل کرتے ہوئے ڈریں۔

۷:......اللہ کا راستہ تو سیدھا ہے، لیکن تم اس میں کجی اور ٹیڑھا پن پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہو۔

۸:......آیت کے اگلے جزو میں فرمایا گیا ہے کہ ''وہ وقت یاد کرو کہ تم تعداد میں تھوڑے تھے تو اللہ نے تمہیں تعداد میں بڑھایا'' یعنی یہ نعمت اس فساد کو دور کرنے کی وجہ سے حاصل ہوئی جس میں تم مبتلا تھے۔ اللہ عز وجل تنبیہ فرما رہے ہیں کہ اگر فساد پھر برپا کروگے (اور اس میں وہ تمام صورتیں شامل ہیں جن کا ذکر کیا گیا) تو تم پھر تعداد میں قلیل ہو جاؤ گے۔

۹:...... یہ سب اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں کرتا، لہٰذا تم فساد کرنے والوں کے انجام کی طرف دیکھو کہ اللہ عز وجل نے ان کا کیا برا انجام کیا۔ (۵۰)

(جاری ہے)

حوالہ جات

۱:......المائدة: ۳۲۔ ۲:......لسان العرب، القاموس المحیط۔

۳:......اِبن عاشور، التحریر والتویر، ۸۸/۵، حاشية الشهاب على البيضاوى ۲۶۳/۳، و البحر المحیط ۴۸۳/۳۔

۴:......تفسیر فتح القدیر ۳۸۲/۱، عالم الکتب، ۲۰۰۲ء۔ ۵:......ابن خالويه، القراءات الشاذة، ص: ۳۲۔

۶:......تفسير القرطبي، ۴۲۹/۷۔ ۷:......ابن عطية، المحرر الوجيز، ص: ۵۳۵۔

۸:......المحرر الوجيز، ص: ۵۳۵، ابن حيان، البحر المحيط، ۳: ۴۸۳، القرطبي، ۴۳۰/۷۔

۹:......محمد بن أحمد جزى الغرناطى الاندلسی، التحصيل لعلوم التنزيل، ج: ۱، ص: ۳۷۹، المكتبة العصرية۔

۱۰:......تفسير القرطبي، ۴۳۰/۷ و المحرر الوجيز، ص: ۵۳۵۔ ۱۱:......المائدة: ۳۳۔

۱۲:......الكاساني، بدائع الصنائع، ۴۷/۶، روض الطالب: ۱۵۴/۴، و الإقناع لحل الفاظ أبي شجاع: ۲۳۸/۲، و المغني ۳۵۲/۱۲، دار الحديث بالقاهرة، و المدونة الكبرىٰ، ۵۵۲/۴، دار الكتب العلمية، بيروت، احكام القرآن لابن العربي: ۹۵/۲۔

۱۳:......المنتقیٰ على المؤطا، ۱۷۲/۷ القوانين الفقهية: ۳۶۳۔

۱۴:......روض الطالب، ۱۵۵/۴، و المغني ۳۵۳/۱۲ و ما بعد، و روضة الطالبين، ۱۵۶/۱۰، ۱۵۷، و مطالب أولى النهى، ۲۵۲/۶، ۲۵۳، و نهاية المحتاج، ۳/۸، الجوهرة النيرة، ۱۷۲/۲، بدائع الصنائع، ۵۱/۶، العناية شرح الهداية، ۴۲۵/۵، فتح القدير ۵۲۵/۵، البحر الرائق، ۷۳/۵، مجمع الأنهر، ۶۳۰/۱، الطوسي، الخلاف، ۴۵۹/۵-۴۶۰۔

۱۵:......ابن عابدين، ۱۷۹/۶، المغني، ۳۵۲/۱۲، بدائع الصنائع، ۹۴/۶، المبسوط للسرخسي، ۲۳۶/۹-۲۳۷۔

۱۶:......القدوري، التجريد، ۱۲، مسألة ۱۴۶۹، الجزء ية: ۲۹۴۷۔

۱۷:......كتاب الأم، ۱۶۴/۶، شرح البهجة، ۱۰۱/۵، روضة الطالبين، ۱۵۵/۱۰۔

۱۸:......علامه ابن ادريس الحلي، السرائر، ۵۰۸/۳، باب حد المحاربين وهم قطاع الطريق، و الشيخ الطوسیؒ، المبسوط، ج: ۸، ص: ۴۷، كتاب قطاع الطريق، و الخلاف، ۴۶۴/۵- ۴۶۵، المسألة: ۸، كتاب قطاع الطريق۔

۱۹:......المغنی مع شرح السیر الکبیر، ۳۵۲/۱۲۔

۲۰:......المغنی مع شرح السیر الکبیر، ۳۵۲/۱۲۔ابوثور اور اوزاعی کے لیے دیکھیں: تفسیر القرطبی (۴۳۵/۷) و موسوعة فقه عبدالرحمٰن الأوزاعی، تألیف محمد رواس قلعه جی، دارالنفائس، ص:۲۳۹، بیروت، ۲۰۰۸ء) ۔امام لیث بن سعد کے لیے دیکھیں: المغنی لابن قدامة، تفسیر ابن کثیر، مع الألبانی، ۲، ۷۳/۳، نیز موسوعة فقه اللیث بن سعد، تالیف محمد رواص قلعه جی، دارالنفائس، بیروت، ۲۰۰۶ء، ص:۱۵۷۔

۲۱:......تفسیر الطبری ۴۹۹/۴۔

۲۲:......ملاحظه فرمائیں: الجوهری، الصحاح، ص:۷۲ (أو) الرُّمّانی: معانی الحروف، ص:۵۲ و ما بعد، ابن یعیش، شرح المفصّل، ۱۸/۵ أوضح المسالک لابن هشام، ۳۳۶/۳، ابن الأنباری، الإنصاف، ص:۳۸۳ و مابعد، و شرح الأشمونی، ۱۰۹/۲ و شرح الکافیة لابن مالک، ۱۲۳۱، المبرّد، المقتَضَب، ۵۷/۱، سیبویه، الکتاب، ۲۰۸/۳-۲۱۰، باب "أو" غیر الإستفهام۔

۲۳:......عورت پر حد نہ لگانے کے لیے دیکھیں: الجوهرة النیرة، ۱۷۳/۲۔ المبسوط للسرخسی، ۱۷۳/۹۔ و فتح القدیر لابن الهمام، ۴۱۵/۵۔ أبوبکر الجصاص: شرح مختصر الطحاوی، ج:۶، ص:۳۵۰، دارالکتب العلمیة، بیروت، ۲۰۱۰ء ۔جبکہ ظاہر روایت کے لیے ملاحظہ فرمائیں: حاشیة الشلبی، ۲۳۹/۳۔ و فتح القدیر، إبن الهمام، ۴۳۲/۵۔ و مجمع الأنهر، ۴۰۵/۲ مکتبة المنار، کوئته، باکستان، و بدائع الصنائع، ۹۱/۷۔

۲۴:......الوسیط: ۴۹۲/۶۔و حلیة العلماء، ۸۷/۸۔ و التهذیب، ۴۰۱/۷۔أسنی المطالب، ۱۵۴/۴۔ المدونة الکبریٰ، ۵۵۵/۴۔ و مواهب الجلیل، ۳۱۴/۶۔ کشاف القناع، ۱۵۱/۶-۱۵۲۔ المغنی ۳۶۶/۱۲۔ و شرح الکبیر لشمس الدین إبن قدامة، ۳۵۹/۱۲ وحاشیة الدسوقی علیٰ الشرح الکبیر للدردیر، ج:۶، ص:۳۶۲۔

۲۵:......الطوسی: المبسوط، ۵۶/۸۔ الخلاف، ۴۷۰/۵۔ المسألة: ۱۵۔ و ابن ادریس الحلی، السرائر، ۵۱۰/۳۔

۲۶:......مجموع الفتاویٰ، ۳۱۷/۲۸۔

۲۷:......مجموع الفتاویٰ، ۴۷۱/۲۸-۴۷۰۔

۲۸:......مجموع الفتاویٰ، ۸۴/۱۴ و ۳۱۱/۲۸ و ۳۲۶/۳۰ و ۲۴۴/۳۴ و ۹۱/۳۵۔

۲۹:......مجموع الفتاویٰ، ۳۲۲/۲۸۔

۳۰:......مجموع الفتاویٰ، ۳۲۳/۲۸۔

۳۱:......مجموع الفتاویٰ، ۳۱۹/۲۸۔

۳۲:......مجموع الفتاویٰ، ۲۹۷/۲۸ و ۱۴۱/۳۴۔

۳۳:......الاختیارات للبعلی، ص: ۵۱۰۔

۳۴:......مجموع الفتاویٰ، ۳۲۲/۲۸۔

۳۵:......مجموع الفتاویٰ، ۳۲۱/۲۸۔

۳۶:......مجموع الفتاویٰ، ۳۱۷/۲۸۔

۳۷:......مجموع الفتاویٰ، ۳۲۲/۲۸۔

۳۸:......مجموع الفتاویٰ، ۳۱۶/۲۸ والاختیارات للبعلی، ۴۹۸۔

۳۹:......مجموع الفتاویٰ، ۳۱۰/۲۸ و ۲۳۹/۳۴۔

۴۰:......مجموع الفتاویٰ، ۳۱۴/۲۸۔

۴۱:......عبدالرزاق، المصنف، ۱۱۲/۱۰، المحلیٰ لابن حزم، ۲۸۹/۱۲ و القرطبی، جامع الأحکام الفقهیة من تفسیره، ج:۳، ص:۱۷۶، مسألة ۱۷۶۲، جمعه فرید عبدالعزیز الجندی۔

۴۲:......ابن حزم، المحلیٰ بالآثار، ج:۱۲، ص:۲۸۹، المحارب یقتل؟، دارالکتب العلمیة، بیروت، ۲۰۰۳ء۔

۴۳:......البقرة:۲۰۵۔

۴۴:......المآئدة :۶۴۔

۴۵:......الأعراف: ۵۶۔

۴۶:......الأعراف: ۸۵، ۸۶۔

۴۷:......الطبری، ۳۴۵/۲ و ما بعد، ابن عطیه، المحرر الوجیز، ۱۸۲۔ تفسیر أبی اللیث السمرقندی، ۱۹۶/۱۔ تفسیر البغوی، ۱۸۰/۱۔ تفسیر القرطبی، ۳۸۴/۳-۳۸۷۔ تفسیر ابن کثیر. مع الألبانی، ۳۶۸/۱۔ الشوکانی، فتح القدیر، ۱۴۵/۱-۱۴۶۔

۴۸:......فتح القدیر، ۳۹۷/۱-۳۹۸۔ تفسیر البغوی، ۵۰/۲۔ الزمخشری، الکشّاف، ۶۲۹/۱۔ المحرر الوجیز لابن عطیه، ص: ۵۶۱۔ الطبری ۶۱۰/۴ و ما بعد و القرطبی، ج:۸۶/۸، ۸۷، و ابن حیان، البحر المحیط، ۵۳۷/۳، دارالکتب العلمیة، ۲۰۱۰ء۔ ابن کثیر ۲، ۱۰۷/۳ و ۱۰۸ مع الألبانی۔ ابن جزی الأندلسی، التسهیل لعلوم التنزیل، ج:۱، ص:۳۹۳۔

۴۹:......المحرر الوجیز، ص: ۱۱۷۔ القرطبی، ۲۴۹/۹۔ فتح القدیر، ۴۹۶/۱۔ ابن کثیر ۲، ۳۰۶/۳۔

۵۰:......المحرر الوجیز، ۴۲۶/۲۔ القرطبی، ۲۸۰/۹ و ما بعد۔ ابن کثیر، ۲، ۳۱۸/۳ ۔وفتح القدیر، ۵۰۲/۱۔ و أبوحیان، البحر المحیط، ۳۳۸/۴-۳۴۰۔تفسیر أبی اللیث ۵۵۵/۱۔ ابن العربی، أحکام القرآن، ۳۱۸/۲۔ الطبری، ۳۱۴/۱۰۔

(جاری ہے)